پشتو میں سیرت کی کتابیں

قسط ۴

جناب ڈاکٹر سعید اللہ قاضی
پروفیسر اسلامیہ پشاور یونیورسٹی

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر کتاب علامہ شبلی کی کتاب کا پشتو ترجمہ ہے۔ ترجمہ نگار مولانا محمد اسرائیل ہے۔ کتاب خیبر مسلم پریس پشاور سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی ہے۔

اس کی تمہید مولانا عبدالقادر مرحوم نے لکھی ہے۔ لیکن یہ وہی تمہید ہے جو انہوں نے عبدالکریم مظلوم کی کتاب "آخری پیغمبرؐ کے لئے لکھی تھی اس لئے اس پر تبصرہ وہاں ملاحظہ فرمایئے گا۔ دوسری تمہید سید رسول رسا نے لکھی ہے جو ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

رسا صاحب اپنی تمہید میں فرماتے ہیں:۔

پشتون محب دین اور پکے مسلمان ہیں اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ پشتو ادب کا اکثر حصہ مذہبی کتابوں پر مشتمل ہے۔

مسلمانوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ ہر زمانہ اور ہر دور میں لازمی رہا ہے اور آج کل بھی اگر مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بغور مطالعہ کریں اور ان کے قول وفعل میں جو تضاد ہے وہ ختم ہو جائے تو یہ اپنے کھوئے ہوئے مقام کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں اور دین و دنیا دونوں میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

قرآن پاک میں توحید کے پیغام سے بھرا پڑا ہے اور توحید کا عملی پہلو آپ کی سیرت پاک ہے۔ عارفوں کے نزدیک توحید صرف ایک خدا کو ماننا نہیں ہے بلکہ اس ایک اللہ کی صفات کو بھی اپنے آپ میں پیدا کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خدا تھے۔ بشری تقاضوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات خدا واحد کے اسماء حسنیٰ کی جلالی و جمالی شان کا مظہر تھی۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من رانی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا خدا کو دیکھا (اس کا ترجمہ تو صحیح یہ ہوگا جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا حقیقت میں مجھے دیکھا)

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنی روحانی اور اخلاقی زندگی کا اونچا نصب العین یعنی توحید ربانی قولاً و فعلاً اپنائیں مگر بدقسمتی سے ہم اپنے آپ کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن اسلام کا عملی پہلو ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ زبان سے تو ہم اللہ، قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ لیکن اپنی عملی زندگی اسلامی احکام کے مطابق گزارنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چاہیئے کہ ہم اپنی شخصیت اسلامی اقدار و اخلاق کی برکت سے اس قدر اونچی بنالیں کہ بقول اقبال ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی اخلاق کا ایک عملی نمونہ بنائے۔ مثلاً ذکر۔ فکر۔ توکل۔ صبر۔ تحمل۔ قناعت حکمت۔ حیا علم محنت۔ کسب حلال۔ سخاوت۔ عفو۔ عزت نفس۔ خدمت خلق۔ شجاعت۔ انصاف۔ ہمسایوں اور خویش و اقارب کے حقوق حتیٰ کہ نیک کردار۔ نیک گفتار اور نیک پندار جیسے اعلیٰ اور ارفع اخلاق اپنائے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل کے مسلمان کی عبادت صرف رسمی ہے وہ مذہب مانتا ہے لیکن دین نہیں مانتا۔

ہم اسلام کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن اسلامی اخلاق کے مطابق زندگی گزارنے کو تیار نہیں۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ لیکن عملاً ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن ہے اور یہ ذہنیت ہم میں پروان کیسے چڑھی؟ یہ حقیقت میں مادی اور غیر اسلامی زندگی کا تحفہ ہے مسلمانوں نے جب اخلاقی و روحانی زندگی کے مقابلہ میں مادی زندگی کو ترجیح دی تو وہ دولت پرست۔ جائیداد پرست۔ جاہ پرست اور عیش پرست بن گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ان میں شائبہ تک نہ رہا۔ اس لئے ان پر زندگی کی جگہ جمود طاری ہوا۔ یہ بے شمار فرقوں میں بٹ گئے۔ اور آپس میں دست بہ گریبان ہوئے۔ فروعی مسائل پر ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک فرقہ دوسرے کو کافر ٹھہراتا ہے اور دوسرا تیسرے کو۔ نتیجۃً مسلمانوں کے اندر دن بدن نفاق اور دشمنی بڑھتی رہی اور ملت اسلامیہ کمزور ہوتی جاتی رہی۔

آج کل دنیا بالعموم اور عالم اسلام بالخصوص روحانی بحران کا شکار ہے۔ سارا جہاں مادیت کے طوفان کی لپیٹ میں ہے اور اجتماعی طور پر انسانوں کے تحت الشعور میں زبردست اضطراب اور پریشانی ہے۔ بنی نوع انسان صحیح راستہ کھو چکا ہے اور اب آپس میں دست و گریبان ہے۔ ہر ایک دوسرے پر غالب آنا چاہتا ہے۔ مشرق اور مغرب آپس میں لڑ رہے ہیں۔ نظام نظام سے لڑ رہا ہے۔ اور عقیدہ عقیدے سے۔ قوم قوم سے اور فرد فرد سے۔ الغرض دنیا میں امن و خوشحالی اور روحانی تسکین مفقود ہیں۔ ان پریشان کن حالات میں مسلمانوں کے سامنے صرف اور صرف ایک راستہ ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی، اخلاقی، معاشی، اجتماعی اور سیاسی زندگی کیسے گزری؟
ہمارے قول وفعل میں جو تضاد ہے اسے دور کریں۔ تب کہیں ہم دنیا کو اس بے چینی اور غیر یقینی حالات سے نکالنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

رسا صاحب مزید فرماتے ہیں :۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کی نجات اسلامی نظام معاش میں ہے۔ اور صرف اسلام کی سیاست بمعہ دین صحیح اور صالح ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ مشرق ومغرب کے سارے نظام خواہ سیاسی ہوں یا معاشی انسان کو ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتے۔
بنی نوع انسان کو خوشحالی اگر کوئی چیز دے سکتی ہے تو اسلامی توحید ہے اگر اس کو نظر انداز کیا جاتا رہا تو انسان تباہی سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا کے سامنے توحید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سوا اور کوئی لائحہ عمل نہیں ہے۔ یہی دو چیزیں بنی نوع انسان کو ایک ہی مرکز پر جمع کر سکتی ہیں اور اطمینانِ قلب بخش سکتی ہیں۔ اس اونچے نصب العین کے حصول کے لئے ملت اسلامیہ کو حرکت میں آنا چاہئے۔ اور اپنی انفرادی اور اجتماعی سیرت کی تعمیر مندرجہ بالا اصول کو بنیاد بنا کر کریں اور اپنے اعمال سے دنیا کو دکھا دیں کہ بنی نوع انسان کی نجات وخوشحالی کے لئے صرف اور صرف یہی راستہ ہے۔

سیرت پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی اشاعت اور حفاظت کے لئے جہاد بالسیف اور جہاد بالقلم اور جہاد باللسان مسلمان کا ایک مقدس فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں ملت اسلامیہ کی کامیابی کا راز مضمر ہے بلکہ یہ بنی نوع انسان کی خدمت اور انسانی اقدار کے پھیلانے کے لئے ایک صراط مستقیم ہے اگر مسلمان یہ ذمہ داری قبول نہ کریں تو یہ اسلام سے آنکھیں چھپانے کے مترادف ہوگا۔

آخر میں رسا صاحب دعا کرتے ہیں کہ خدائے ذوالجلال مترجم کو اس کارخیر کا اجر جزیل عطا فرمائے۔

آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر کتاب علامہ شبلی کی سیرۃ النبی کا پشتو ترجمہ ہے۔ ترجمہ نگار عبدالکریم مظلوم ہے۔ یہ امپائر الیکٹرک پریس پشاور شہر سے شائع ہوئی ہے۔ تاریخ طباعت نامعلوم ہے۔ اس کی تمہید مولانا عبدالقادر مرحوم نے لکھی ہے۔ مولانا مرحوم پہلے اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور یونیورسٹی کے پرنسپل تھے۔ بعد میں پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی کے ڈائرکٹر بنے۔ ہم مولانا مرحوم کی تمہید کو موضوع بحث بنا رہے ہیں اس لئے کہ باقی ماندہ حصہ ترجمہ ہے مؤلف کی اپنی تخلیق نہیں ہے۔

مولانا صاحب اپنی تمہید میں فرماتے ہیں :۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کے لانے والے خدا کے ایک برگزیدہ اور آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے پشتون بھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں بہت ہی تھوڑا جانتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پشتو میں سیرت کی کتابیں کما حقہٗ نہیں لکھی گئیں۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک مثالی نمونہ زندگی موجود ہے) اور دوسری طرف صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (مجھے اللہ تعالیٰ نے اخلاق کا ایک مکمل نمونہ قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے) تو کیا یہ ہماری بدقسمتی نہیں ہے کہ آپ کی سیرت کے بارے میں ہمارے بھائیوں کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ناواقف ہیں تو کیا آخرت میں ہماری نجات آپ کے نقشِ قدم پر چلے بغیر ممکن ہے؟

مولانا صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔ عقائد و عبادات کے بعد اسلامی تعلیم کا ایک ضروری جزو اخلاق ہے۔ ہر ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق ہے۔ اور اس کا ادا کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ والدین۔ بال بچے۔ خویش و اقارب۔ دوست و احباء گاؤں، ملک، قوم اور تمام انسانیت کے حقوق کی ادائیگی فرض منصبی میں شامل ہے انسان کیا بلکہ حیوانات کا بھی ہم پر حق ہے۔

دنیا میں خوشحالی اور امن و امان اچھے تعلقات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان اچھے اخلاق کی کمی کی وجہ سے مختلف حکومتیں قوانین وضع کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اور اگر سارے لوگ اپنے اخلاقی فرائض خود بخود پورا کریں تو دنیاوی قوانین بنانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دین ایک ایسی چیز ہے جو اپنے ماننے والوں کے سامنے اخلاق کا ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے کہ اس پر چل کر گمراہی کا خطرہ بالکل باقی نہیں رہتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی تعلیمات میں اخلاق کو ایک اہم مقام دیا ہے اور اخلاقیات کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بذاتِ خود اچھے اخلاق کے ایک مثالی نمونہ تھے۔ اللہ پاک قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

انک لعلی خلق عظیم (آپ اونچے اخلاق کے مالک ہیں)

اخلاقیات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جس وقت حضرت جعفر طیار نجاشی کے دربار میں بیان دینے لگے تو اخلاقیات پر زیادہ زور دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

اے بادشاہ سلامت! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ برے کام کرتے تھے۔ پڑوسیوں کو تنگ کرتے تھے۔ ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا کرتا تھا۔ زور آور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ اس وقت ہمارے درمیان

ایک آدمی پیدا ہوا۔ انہوں نے فرمایا: پتھروں کی عبادت چھوڑ دو۔ سچ بولو۔ ایک دوسرے کا خون مت بہاؤ۔ یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔ پڑوسیوں کا آرام کا مقدور بھر خیال رکھو۔ اور پاک عورتوں پر جھوٹے الزامات مت لگاؤ۔

ابوسفیان کافر ہی تھا لیکن جب قیصر روم کے دربار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان دینے لگا۔ تو کہنے لگا، وہ فرماتے ہیں پاک دامن رہو۔ سچ بولو۔ رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ اخلاقیات کی اہمیت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام عبادات کو اخلاق سیکھنے کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔ مثلاً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ روزہ پرہیزگاری اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ زکوٰۃ انسانی ہمدردی اور حج اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لئے موثر ذرائع ٹھہرائے گئے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اخلاق حسنہ ایمان اور مومن کی علامت ہیں۔

مثلاً، سورۂ مومنین میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ہ والذین ھم عن اللغو معرضون ہ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون ہ والذین ھم لفروجھم حافظون ہ والذین ھم لاماناتھم و عھدھم راعون ہ

یعنی وہ لوگ کامیاب ہیں جو نمازیں عاجزی کرتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو بے کار باتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں گویا مومنوں کی کامیابی میں فضول باتوں سے اجتناب۔ فیاضی۔ پاک دامنی اور ایفائے عہد بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مولانا صاحب مزید فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں نیک بندہ وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو۔ اللہ تعالیٰ سورہ فرقان میں فرماتے ہیں:۔

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً ہ والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما ہ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا و کان بین ذلک قواما ہ والذین لایدعون مع اللہ الٰھاً اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ہ و من یفعل ذلک یلق اثاماً ہ والذین لا یشھدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراما ہ

اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں۔ جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب ناسمجھ آدمی کے ساتھ بات کرتے ہیں تو سلام

کہتے ہیں اور جو اللہ کے لئے ساری رات عبادت میں گزارتے ہیں اور جب خرچ کرتے ہیں تو اس میں اعتدال سے کام لیتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جو بے گناہ کسی کو قتل نہیں کرتے۔ اور نہ بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں اس لئے کہ ایسا کرنا سنگین گناہ کا ارتکاب ہے۔ دوسرے نیک لوگ وہ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بے ہودہ باتوں پر گزر ہوتی ہے تو بہت شرافت سے گزرتے ہیں۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں جب قرآن کریم نے اخلاق کا یہ معیار قائم کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن کریم کی زندہ شکل ہے تو پھر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہم کس حد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے والے ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان اخلاق کا اظہار ہمارے اعمال سے بالکل نہیں ہوتا۔ مگر مولانا صاحب کو پوری امید ہے کہ پشتون قوم کے دلوں میں حب نبی موجود ہے۔ اور اگر ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پشتو زبان میں پیش کی جائے تو وہ دن دور نہیں کہ پشتونوں کی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا ہو جائے۔ اور خدا کرے کہ "مظلوم" کی یہ کوشش مندرجہ بالا نتائج پیدا کرنے میں مدد ہو۔ آمین۔

تذکرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر کتاب کے مؤلف محمد دلاور خان ہیں۔ وہ ساکن جھنڈہ ضلع پشاور کے رہنے والے ہیں کتاب ۱۳۴۸ھ میں رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوئی ہے اور ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

مؤلف نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے صاف الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ زبان بڑی سلیس ہے جگہ آیات بمعہ ترجمہ دیتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔

چونکہ مؤلف قادیانی مسلک کے پیروکار ہیں اس لئے وہ غلام احمد قادیانی پر ایمان ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن تصور کرتے ہیں۔ کتاب کی ابتداء میں حمد خدا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔ پھر قرآن کریم کی شان میں نظم ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کی شان میں ایک قصیدہ ہے۔ پھر غلام احمد قادیانی اور جماعت احمدیہ کے عقائد نظم میں بیان کئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں (بقول اس کے) وہ اپنے پشتون بھائیوں کو غلام احمد قادیانی کی نبوت کی خوشخبری دیتے ہیں اور لوگوں کو اس کا پیروکار بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔

جواہر الانبیاء۔ معروف بہ قصص الانبیاء

زیر نظر منظوم کتاب کے مؤلف احمد ہیں۔ کتاب ۱۹۲۷ء میں مطبع واشنگٹن لاہور سے شائع ہوئی ہے اور ۴۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔